از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 28، اکتوبر 1957

سرجگ رائے ودیگراں

بنام

دی سٹیٹ آف بہار

(بی پی سنہا اور جے ایل کپور، جسٹس صاحبان)

فوجداری نظر ثانی—سزا میں اضافہ—عدالت عالیہ کا اختیار—ٹرائل کورٹ کے ذریعے عائد کی جانے والی حد سے زیادہ سزا میں اضافہ—مجموعہ ضابطہ فوجداری (V، سال 1898)، دفعات 31 اور 439۔

اپیل گزاروں پر مجموعہ تعزیرات ہند 395 کے تحت ڈکیتی کے جرم کے لیے اسسٹنٹ سیشن جج کے سامنے مقدمہ چلایا گیا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 31(3) کے تحت، (جیسا کہ اس وقت تھا) اسسٹنٹ سیشن جج زیادہ سے زیادہ سات سال کی قید بامشقت کی سزا دے سکتا تھا۔ اس نے اپیل گزاروں کو مجرم قرار دیا اور انہیں ہر ایک کو پانچ سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ اپیل گزاروں نے عدالت عالیہ میں اپیل کی، اور عدالت عالیہ نے اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار میں اپیل گزاروں کو سزا میں اضافے کے لیے نوٹس جاری کیا۔ عدالت عالیہ نے اپیل کو مسترد کر دیا اور سزا کو بڑھا کر دس سال کی قید بامشقت کر دیا۔

حکم ہوا کہ عدالت عالیہ کے پاس، مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 439 کے تحت اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار میں، سزا کو زیادہ سے زیادہ سزا کی حد سے آگے بڑھانے کا اختیار تھا جو ٹرائل کورٹ کے ذریعے عائد کیا جا سکتا تھا۔

بیڈ راج بنام ریاست اتر پردیش، (1955) 2 ایس سی آر 583، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 165، سال 1957۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فوجداری اپیل نمبر 699، سال 1953 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے 4 اگست 1955 کے فیصلے اور حکم سے فوجداری نظر ثانی نمبر 205، سال 1954 کے ساتھ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، جو ٹرائل نمبر 70، سال 1953 میں اسسٹنٹ سیشن جج، سیکنڈ کورٹ چاپرا کی عدالت کے 12 دسمبر 1953 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوئی تھی۔

جی۔ سی۔ ماتھر، اپیل گزاروں کے لیے۔

ایس پی ورما، مدعاعلیہ کے لیے۔

1957.28 اکتوبر۔ عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ جسٹس سنہا نے دیا۔

اس اپیل میں تعین کے لیے واحد سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ کے پاس اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار میں سزا کو بڑھانے کا اختیار ہے، جیسا کہ اس نے فوری معاملے میں کیا ہے، زیادہ سے زیادہ سزا کی حد سے آگے جو ٹرائل کورٹ کے ذریعے ملزموں پر عائد کی جا سکتی تھی۔ اپیل گزاروں کو، دوسروں کے ساتھ، مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 395 کے تحت ڈکیتی کے جرم کے لیے ضلع سرن میں چپرا کے اسسٹنٹ سیشن جج کے سامنے ان کے مقدمے پر رکھا گیا۔ انہیں، دو دیگر افراد کے ساتھ، مجموعہ تعزیرات ہند 395 کے تحت مجرم قرار دیا گیا، اور اسسٹنٹ سیشن جج نے 12 دسمبر 1953 کے اپنے فیصلے اور حکم نامے کے ذریعے 5 سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ دیگر ملزموں کو بری کر دیا گیا۔ سزا یافتہ افراد نے پٹنہ میں عدالت عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی۔ عدالت عالیہ نے اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار میں اپیل کو قبول کرتے ہوئے اپیل گزاروں سے کہا کہ وہ اس بات کی وجہ بتائیں کہ ان کی سزا برقرار رہنے کی صورت میں ان کی سزا میں اضافہ کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔ اپیل اور سزا میں اضافے کے اصول کی سماعت اس عدالت کے ڈویژن بنچ نے ایک ساتھ کی تھی۔ عدالت عالیہ نے 4 اگست 1955 کے اپنے فیصلے اور حکم نامے کے ذریعے دو اپیل گزاروں کی اپیل کو منظور کیا اور انہیں بری کر دیا لیکن باقی چھ اپیل گزاروں کے خلاف سزا کو برقرار رکھا۔ سزا کے سوال پر، عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ "ڈکیتی کے جرم میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ یہ ایک بہت ہی گھناؤنا جرم ہے کیونکہ بے گناہ افراد پر ان کے گھروں میں سوتے ہوئے حملہ کیا جاتا ہے اور ان کا سامان زبردستی چھین لیا جاتا ہے۔" اس لیے عدالت عالیہ کی رائے تھی کہ پانچ سال کی قید بامشقت کی سزا 'انتہائی ناکافی' ہے۔ اس لیے اس نے ہر معاملے میں سزا کو بڑھا کر 10 سال کی قید بامشقت کر دیا۔ اپیل گزاروں، جن کی تعداد چھ تھی، نے اس عدالت کا رخ کیا اور صرف سزا کے سوال تک

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

محدود اپیل کرنے کی خاص اجازت حاصل کی، سوال یہ تھا کہ کیا عدالت عالیہ کے پاس سزا کو ٹرائل کورٹ کے اختیار کی حدود سے باہر بڑھانے کا دائرہ اختیار تھا۔

ڈکیتی کا واقعہ جو دیگر کے ساتھ اپیل گزاروں کے خلاف الزام کا موضوع ہے، یکم جولائی اور 2 جولائی 1952 کی رات کو ایک نابالغ رنجیت بہادر کے گھر میں پیش آیا۔ آدھی رات کے بعد، مختلف مہلک ہتھیاروں سے لیس 16 یا 17 ڈاکوؤں نے کلہاڑی سے گھر کے مرکزی دروازہ توڑ دیا۔ گھر میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے ڈبے توڑ کر لوہے کے صندوق سے چھیڑ چھاڑ کی اور بیس ہزار روپے مالیت کا سامان نکال دیا۔ گھر کے اندرونی افراد پر قابو پا لیا گیا۔ ان میں سے کچھ، گھر سے باہر نکلتے ہوئے، ایک بڑی آگ لگا دی جو ڈاکوؤں کے حملہ آور ہجوم کے خلاف بلند کیے جانے والے الارم کی روایتی شکل ہے۔ اس خطرے کی گھنٹی پر گاؤں کے کئی لوگ آئے لیکن گولی لگنے کے خوف سے ڈاکوؤں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ انہوں نے ڈاکوؤں کے خلاف اینٹوں کا استعمال کرتے ہوئے خود کو مطمئن کیا جنہوں نے اپنی لوٹ مار سے فرار ہونے میں کامیابی حاصل کی۔ اس طرح، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک سنگین واقعہ تھا جس میں گھر کے اندرونی افراد کی زندگیاں اور قسمت شامل تھی، اور فطری طور پر، عدالت عالیہ نے اس جرم کو بہت سنجیدگی سے لیا۔

اس عدالت میں، اپیل گزاروں عدالتی معاون پیش ہوئے، نے پہلی جگہ یہ دلیل دی کہ عدالت عالیہ نے سزا کو 5 سے بڑھا کر 10 سال کرنے میں اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے کیونکہ ٹرائل کورٹ خود 7 سال سے زیادہ قید کی سزا نہیں دے سکتی تھی۔ متبادل طور پر، انہوں نے دعوی کیا کہ 'عدالت عالیہ نے اپنے سامنے اپیل گزاروں کے خلاف سزا میں اضافہ کرتے ہوئے بیڈ راج بنام ریاست اتر پردیش ([1]) کے معاملے میں اس عدالت کے قول کو مد نظر نہیں رکھا تھا۔ اور آخر میں، یہ دلیل دی گئی کہ معاملے کے کسی بھی تناظر میں، اس معاملے کے حالات میں، 10 سال کی قید با مشقت کی سزا بہت سخت ہے۔ ہماری رائے میں، ان میں سے کسی بھی تنازعہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

جس اہم نکتے پر خصوصی اجازت دی گئی تھی وہ عدالت عالیہ کی اس سے زیادہ سزا دینے کی اہلیت کا سوال ہے جو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 31(3) کے تحت فاضل اسسٹنٹ سیشن جج کے ذریعے عائد کی جا سکتی تھی۔ فاضل ٹرائل جج 7 سال سے زیادہ قید کی سزا نہیں دے سکتا تھا۔ دلیل یہ ہے کہ عدالت عالیہ سزا کو 5 سال سے بڑھا کر 7 سال کر سکتی ہے اور اس سے زیادہ نہیں۔ اس دلیل کو اس غور و فکر کے ذریعے نافذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ اسسٹنٹ سیشن جج کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ملزموں کے مقدمے کی سماعت اس مکمل علم کے ساتھ سونپی گئی تھی کہ سزا سنائے جانے پر ملزموں کو 7 سال سے زیادہ قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار میں، عدالت عالیہ اپنے اختیارات کا استعمال صرف فاضل ٹرائل جج کی کسی بھی غلطی کو درست کرنے کے لیے کر سکتی ہے۔ لہذا عدالت عالیہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتی تھی کہ ٹرائل جج کو سب سے زیادہ سزا دینی چاہیے تھی، جسے اسے ضابطہ اخلاق کے ذریعے نافذ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ، نظر ثانی کے مرحلے پر، مزید دلیل دی گئی کہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے 7 سال کی قید بامشقت سے زیادہ سزا دینے پر اصرار نہیں کر سکتی۔

عدالت عالیہ کا سزا میں اضافہ کرنے کا اختیار، ضابطہ کی دفعہ 439 کی ذیلی دفعہ (1) میں موجود ہے، جو عدالت عالیہ کو ضابطہ کے تحت اپیل کورٹ کے اختیارات کے ساتھ ساتھ سزا میں اضافہ کرنے کا اختیار بھی دیتا ہے۔ ذیلی دفعہ (1) خود، سزا کو بڑھانے کے اختیار پر کوئی حد بندی کے الفاظ پر مشتمل نہیں ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ کسی خاص جرم کے لیے مجموعہ تعزیرات ہند کے ذریعے مقرر کردہ زیادہ سے زیادہ حد تک کوئی بھی سزا دے سکتی ہے۔ اس معاملے میں، لہذا، عدالت عالیہ مجموعہ تعزیرات ہند 395 کے تحت زیادہ سے زیادہ عمر قید کی سزا دے سکتی ہے۔ کیا مجموعہ ضابطہ فوجداری میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس اختیار کو محدود کرتی ہے؟ یہ حقیقت کہ مقدمے کی سماعت سزا کے معاملے میں محدود دائرہ اختیار والی عدالت کو سونپی گئی تھی، عدالت عالیہ کے مناسب اور مناسب سزا دینے کے اختیار پر حد عائد کرنے کے لیے استعمال نہیں کی جا سکتی۔ یہ کہ قانون سازیہ کا ارادہ عدالت عالیہ کے سیشن عدالت کے ذریعے منعقد مقدمے میں مناسب سزا دینے کے اختیار پر کوئی حد عائد کرنے کا نہیں تھا، دفعہ 439، مجموع ضابطہ فوجداری کی ذیلی دفعہ (3) کی توضیعات سے واضح کیا گیا ہے جو ان شرائط میں ہے:

"(3) جہاں اس دفعہ کے تحت دی گئی سزا دفعہ 34 کے علاوہ کسی اور طریقے سے کام کرنے والے مجسٹریٹ کے ذریعے منظور کی گئی ہو، عدالت اس جرم کے لیے اس سے بڑی سزا نہیں دے گی، جو ایسی عدالت کی رائے میں ملزم نے انجام دیا ہو، اس سے زیادہ جو اس طرح کے جرم کے لیے پریذیڈنسی مجسٹریٹ یا فرسٹ کلاس کے مجسٹریٹ کے ذریعے دی گئی ہو۔"

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 32 میں وہ سزا بیان کی گئی ہے جو مجسٹریٹ عام طور پر عائد کر سکتے ہیں، جو کہ صدارتی مجسٹریٹ اور فرسٹ کلاس کے مجسٹریٹ کے معاملے میں دو سال سے زیادہ قید کی مدت ہے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

(جرمانے کے تمام حوالوں کو چھوڑ کر)۔ لیکن بعض مخصوص علاقوں میں، دفعہ 30 حکومت کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ ضلع مجسٹریٹ یا فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کو مجسٹریٹ کے طور پر، ان تمام جرائم پر مقدمہ چلانے کا اختیار دے جو سزائے موت کے قابل نہیں ہیں۔ دفعہ 30 کے تحت اس طرح کا بااختیار مجسٹریٹ 7 سال یا اس سے کم کی مدت کے لیے قید کی سزا دے سکتا ہے۔ اس طرح، ایک اسسٹنٹ سیشن جج کے اختیارات، دفعہ 31(3) کے تحت اور مجسٹریٹ کے اختیارات جو دفعہ 30 کے تحت قید کی سزا دینے کے لیے خصوصی طور پر بااختیار ہیں، وہی ہیں، دفعہ 31(3) اور دفعہ 34 کی قیود تقریباً ایک جیسی ہیں۔ دفعہ 439(3) کی قیود سے یہ واضح ہے کہ سزا دینے کے عدالت عالیہ کے اختیار کی واحد حد مجسٹریٹ کے ذریعے زیر سماعت مقدمات کے سلسلے میں ہے، سوائے ان کے جو دفعہ 30 کے تحت خصوصی طور پر بااختیار ہیں، اور اس طرح دفعہ 34 کے تحت سزا کے زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔ مذکورہ بالا ذیلی دفعہ (3)، دفعہ 30 کے تحت خصوصی طور پر بااختیار مجسٹریٹ کے ذریعے نمٹائے جانے والے معاملات میں عدالت عالیہ کے اختیارات پر کوئی حد عائد نہیں کرتی ہے۔ لہذا، ایسے معاملے میں، عدالت عالیہ کو اس سے زیادہ سزا دینے کا اختیار حاصل ہے جو اس طرح کے مجسٹریٹ کے ذریعے عائد کی جاسکتی تھی۔ اس ذیلی دفعہ میں سیشن عدالت کے ذریعے کیے گئے مقدمے کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ اگر عدالت عالیہ سزا کو زیادہ سے زیادہ سزا سے بڑھا سکتی ہے جو دفعہ 30 کے تحت خصوصی طور پر بااختیار مجسٹریٹ کے ذریعے دی جاسکتی ہے، اور دفعہ 34 کے تحت کام کر رہی ہے، تو یہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسسٹنٹ سیشن جج کے ذریعے کیے گئے مقدمے میں سزا کو بڑھانے کے حوالے سے عدالت عالیہ کا اختیار، اپیل گزاروں کی طرف سے تجویز کردہ طریقے سے محدود ہونا چاہیے۔ دفعہ 439 کی ذیلی دفعہ (3)، اس طرح یہ واضح کرتی ہے کہ مجموعہ تعزیرات ہند کے ذریعہ مقرر کردہ زیادہ سے زیادہ سزا کو بڑھانے کے عدالت عالیہ کے اختیار پر کوئی حد نہیں ہے، سوائے ان معاملات کے جن کی سماعت مجسٹریٹ کے ذریعے کی جاتی ہے سوائے ان کے جو خاص طور پر دفعہ 30، مجموع ضابطہ فوجداری کے تحت بااختیار ہیں۔ اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے ہمیں بہت صحیح طریقے سے مطلع کیا کہ کچھ عدالت عالیان کے کچھ رپورٹ شدہ فیصلے ہیں جو ان دلیل کے خلاف گئے ہیں، اور یہ کہ ایسا کوئی فیصلہ نہیں ہے جس نے ان دلیل کی حمایت میں کوئی نظریہ اختیار کیا ہو۔ ہماری رائے میں، مجموعہ ضابطہ فوجداری میں کوئی شق نہیں ہے، جو اپیل گزاروں کی طرف سے تجویز کردہ طریقے سے عدالت عالیہ کے اختیارات کو محدود کرتی ہے، اور ایسی کوئی وجوہات نہیں ہیں جو اس نظریے کو اپنانے والی عدالت عالیان کے فیصلے کے خلاف ہو۔ یہ مقدمہ اپیل گزاروں کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جانب سے ان کی دوسری دلیل [بیڈ راج بنام ریاست اتر پردیش (1)] کی حمایت میں انحصار کرتا ہے، یہ بھی اسی نتیجے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو صفحہ 584 پر درج ذیل مشاہدات سے ظاہر ہو گا:

"اب، اگرچہ اسے بڑھانے کے ہائی کورٹ کے اختیار پر کوئی حد نہیں لگائی گئی ہے، اس کے باوجود یہ ایک عدالتی عمل ہے اور صوابدیدی کے استعمال سے متعلق تمام عدالتی کارروائیوں کی طرح، معروف عدالتی خطوط پر استعمال کیا جانا چاہیے۔"

دوسری دلیل پر، اس میں کوئی شک نہیں کہ سزا کا سوال صوابدیدی کا معاملہ ہے جسے عدالتی طریقے سے استعمال کیا جانا چاہیے، یعنی ٹرائل کورٹ کی طرف سے عائد سزا میں ہلکی مداخلت نہیں کی جانی چاہیے اور اسے اس وقت تک بڑھایا نہیں جانا چاہیے جب تک کہ اپیلٹ عدالت شواہد میں ظاہر کیے گئے تمام حالات پر غور کرتے ہوئے اس نتیجے پر نہ پہنچے کہ عائد کی گئی سزا ناکافی ہے۔ فوری معاملے میں، عدالت عالیہ نے نشاندہی کی ہے کہ ڈکیتی کے جرم کے واقعات اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ سنگین ڈکیتی کے ثابت شدہ معاملات میں، جیسے کہ ہاتھ میں موجود، روک تھام کی سزا کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے عدالت عالیہ نے 10 سال کی قید بامشقت کی سزا کو جائز قرار دیا۔ کیس میں ظاہر کیے گئے حالات کے پیش نظر، جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے، اس بات پر زور نہیں دیا جا سکتا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے بڑھائی گئی سزا حد سے زیادہ ہے۔ اس کے مطابق اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document